بَدَءَ الاِسلامُ غریبًا وسیعودُ کما بَدَءَ فطوبیٰ لِلغُربا۔ اور آزاد لوگ
اکثر حق گو اور حق پسند ہوا کرتے ہین لہذا حق گوئی اور حق پسندی جو بسبب
آزادی کے قائل کو حاصل تھی وہ بھی مغفرت کا باعث ہو سکتی ہے اور
درحقیقت آزادی اسلام کا نام ہے - قائل نے اپنے کو شخص مردہ قرار
دیا ہے اور یہہ کلام یعنے یہہ لاش بے کفن الخ اور حق مغفرت کرے الخ
فرضی غیر شخص کا کلام ہے -

شمارِ سبحہ مرغوبِ بتِ مشکل پسند آیا	تماشاے بیک کف بردنِ صد دل پسند آیا

شمار = یعنے حساب اور گنتی - یہہ شمردن سے امر کا صیغہ ہے اور یہان بمعنی
حاصل مصدر آیا ہے سبحہ = یہہ عربی زبان کا لفظ ہے - یہہ لفظ بالضم ہے یعنے
ضمہ کے ساتھہ آیا ہے بعض لوگ اسکو فتحہ کے ساتھہ بولتے ہین مگر فتحہ
کے ساتھہ بولنا غلط ہے - تسبیح کو کہتے ہین - اور سبحہ دار اور سبحہ شمار
اور سبحہ گردان اور سبحہ وراس کے مرکبات ہین بت = حقیقت مین
اُس شکل کو کہتے ہین جسے ہندو لوگ پتھر وغیرہ سے تراش کر پوجتے ہین
چنانچہ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین مثنوی
بُتے دیدم از عاج در سومنات + مُرصّع چو در جاہلیت منات + چنان
صورتش بستہ تمثال گر + کہ صورت نہ بندد ازان خوب تر + عربی مین
صنم کہتے ہین اور صنم کی جمع اَصنام آتی ہے - اور بت اشرفی
اور بت زر اور بت تراش اور بت خانہ اور بت ستان اور بت شکن

اور بتکدہ اور بت گر لفظ بت کے مرکبات ہین - مگر اسکے مجازی معنے یہہ نہین ہین بلکہ مجازاً عاشق اپنے معشوق کو بت کہتا ہے کیونکہ عاشق اپنے معشوق کو انتہا درجہ مین عزیز جانتا ہے اور دوست رکہتا ہے جسطرح ہنود بت حقیقی کو دوست رکہتے ہین لہذا اسکے مجازی معنے معشوق اور محبوب کے ہین **مرغوب** = یعنے پسندیدہ اور رغبت کیا ہوا **مشکل پسند** یعنے دشوار پسند اور مشکل کو پسند کرنیوالا - یہہ اسم فاعل ترکیبی ہے - مشکل اسم اور پسند امر کا صیغہ ہے پسندیدن سے **تماشا** = اصل مین یہہ لفظ تماشی ہے اسکے معنے مین باہم پیادہ چلنا اور فارسی مین دیکہنے اور ہنگامے کے معنے ہین - یہان دیکہنے کے معنے مراد ہین اور تماشا خانہ و تماشا کدہ و تماشاگاہ و تماشا گر و تماشائی اس کے مرکبات ہین - **دل بردن** = یعنے دل لیجانا - معشوقی کرنی - دلبری یعنے معشوقی - شاعر کہتا ہے کہ عابدون کا یہہ کام کہ سَو دانون کی تسبیح ہاتہہ مین رکہتے ہین معشوق کو مرغوب آیا کیونکہ دانۂ تسبیح کو دل کے ساتہہ تشبیہ ہے لہذا معشوق سمجہتا ہے کہ مین بہی اسیطرح ایک دم مین سَو دل اڑالونگا جسطرح عابدون کے ہاتہہ مین سَو دانون کی ایک تسبیح ہے ۔ اسیطرح میرے ہاتہہ مین سو دل آجائینگے اور اسی عنوان سے مین دلربائی اور دلبری کرونگا - ع شمار سبحہ مرغوب بت مشکل پسند آمد ۔ تماشائے بیک کف بردن صد دل پسند آمد ۔ آیا کی جگہ آمد کہدینے سے سالم مطلع فارسی کا ہوگیا - مرزا غالب بے انتہا مغلوب الفارسی ہین -

بہ فیض بیدلی نومیدیٔ جاوید آسان ہے ‖ کشایش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا

یعنے عاشق لوگ ہمیشہ نا امید اور مایوس ہوتے ہین کیونکہ اُن کو وصال معشوق کی اُمید نہین ہوتی - اور نومیدی عاشقی کا فیض ہے جو عاشقون کو ملا ہے اور عاشقی کے فیض سے نومیدی جو ایک کٹھن اور مشکل چیز ہے آسان ہوگئی ہے - امیدوار بودہ بعافیت باشند کا سا مضمون ہے - جب دل باختہ یعنے دل عاشق شدہ کا یہہ حال ہے تو گویا کشایش کار اور حصول مدعا ہوچکا یعنے وصال معشوق حاصل ہوگا - کشاد کار نے عاشقون کے دلکو پسند کرلیا ہے - کشاد کار تشنیع وطنز کی راہ سے کہا ہے - مطلب یہہ ہے کہ عاشقون کے دل کی کشاد و شگفتگی نہین ہوتی اور ہمیشہ کار عشاق بند ہوتا ہے ہماری کشایش کچھہ نہین اور صرف نومیدی ہماری کشایش کا نام ہے اور جسکو نومیدی کہتے ہین وہی ہماری کشایش ہے بیدلی = عاشقی نومیدی = مایوسی - جاوید = دوام - ہمیشہ کشایش کو پسند آیا یعنے کشایش نے پسند کیا - عقدۂ مشکل = دل باختہ یعنے دل عاشق شدہ وہ دل جو عاشق ہوگیا ہے اُسکو دل باختہ باضافت کہتے ہین اور یہان عقدۂ مشکل سے دل باختہ مراد ہے اور یہہ استعارہ ہے - اس شعر کے پہلے مصرع مین ہے کی جگہہ است لکھدینے سے پورا مصرع فارسی ہو جاتا ہے مصرع بہ فیض بیدلی نومیدیٔ جاوید آسان است -

ہوا ہے سیر گل آئینۂ بے مہریٔ قاتل ‖ کہ انداز بخون غلطیدن بسمل پسند آیا

قاتل سے مراد معشوق ہے اور پہلے مصرع کے یہہ معنے ہین کہ معشوق کے
جور و جفا اور اُسکے ظلم وستم کی نمایندہ یعنے دکہانے والی یہہ بات ہے
کہ اُسکو سیر گل کی آرزو اور گلگشت کی خواہش ہوی ہے - آئینہ کے حقیقی معنے
مشہور ہین جسکو عربی مین مرآۃ کہتے ہین مگر یہان مجازی معنے مراد ہین
اور مجازی معنے اس لفظ کے نمایندہ اور دکہانے والے کے ہین کیونکہ
آئینہ ایک آلہ ہے جو صورتون کو دکہاتا ہے - ہوائے سیر گل مبتدا اور
آئینۂ بے مہری قاتل اُسکی خبر ہے - ہوا کے مجازی معنے آرزو و خواہش
وتمنا کے ہین - ہوا اور گل اور آئینہ اور مہر اور خون اور بسمل اور خون و گل
صنعت مراعاۃ النظیر ہے - اور وجہ مناسبت ہوا و گل مین فعل ہے کیونکہ ہوا
پہولون کو کہولتی ہے - اور آئینہ و مہر بمعنی آفتاب مین صفت وجہ مناسبت ہے
کیونکہ دونون روشن اور صاف وشفاف ہوتے ہین اور بعض آئینے آفتاب
کی شکل پر مدور اور گول ہوتے ہین مگر آئینہ مین تناسب کی وجہ صرف صفائی
وروشنی ہے نہ شکل - آئینہ بہی روشن ہوتا ہے اور آفتاب بہی روشن
ہوتا ہے - خون اور گل مین وجہ مناسبت صفت یعنے رنگ ہے کہ دونون
سرخ ہوتے ہین اور خون وبسمل بہی صنعت مراعاۃ النظیر ہے اور وجہ تناسب
فعل ہے کیونکہ بسمل سے خون نکلتا ہے اور خون کا نکلنا بسمل کے ساتہہ
مناسبت رکہتا ہے - مرزا نے درحقیقت صنعت مراعاۃ النظیر کے متعلق
یہہ عجیب شعر کہا ہے جسمین کثرت سے مناسبات معنوی ہین بسمل = یعنے
مذبوح - چونکہ بسمل لہو مین لوٹتا ہے اور لہو کے رنگ سے سرخ ہو جاتا ہے

اور گل بھی سراپا سرخ رنگ ہوتا ہے لہذا گل کو بسمل قرار دیا ہے اور کہتا ہے کہ گل گویا ایک بسمل ہے جو سراپا خون آلود ہے اور ہمارا معشوق اسکی سیر کو جاتا ہے لہذا معلوم ہوا کہ معشوق جفا پسند اور ظلم دوست ہے کیونکہ وہ مذبوحات کی سیر کو جاتا ہے اور مذبوحات کی سیر اسکے پسند ہے ۔

بسمل سے مراد یہان گل ہے نہ بسمل حقیقی کیونکہ مصرع اول مین سیر گل کہا ہے بخون غلتیدن بسمل یعنے گل خون مین لوٹ رہا ہے بسمل کیطرح یا یہہ کہ گل مین بخون غلتیدن بسمل کا انداز ہے ۔ بخون غلتیدن بسمل یعنے بسمل کا خون مین لوٹنا یا یون کہیے کہ بسمل جو خون مین لوٹتا ہے ۔ یہہ طرز ادا یہہ تراکیب میرزا عبد القادر بیدل کے ہین جو اہل لسان کے پاس ناپسندیدہ اور غیر مطبوع ہین ۔ آیا کی جگہ آمد لکہدیجئے تو سالم شعر فارسی ہو جاتا ہے ؎

ہولے سیر گل آئینۂ بے مہری قاتل + کہ انداز بخون غلتیدن بسمل پسند آمد

بے مہری = یعنے ظلم و ستم اور جور و جفا ۔ مہر محبت اور الفت کو کہتے ہین مہر بمعنئ آفتاب بھی آیا ہے مگر یہان یہہ معنے مقصود و مطلوب نہین ہین بے فارسی مین واسطے نفی کے آتا ہے ۔ بے مہری یعنے بے الفتی و بے محبتی

انداز = یعنے طور اور طریقہ ۔ یہہ فارسی زبان کا لفظ ہے اور اردو مین بمعنئ ناز و ادا بھی مستعمل ہوتا ہے کہ = کاف تعلیل کا ہے جو بے مہری کی علت اور بے مہری کا سبب بیان کرتا ہے ۔ کیونکہ سیر گل مین بخون غلتیدن بسمل کا تماشا نظر آتا ہے ۔

دہر مین نقش وفا وجہ تسلی نہوا	ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندہ معنی نہوا